

قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ  
دین کی نعمت کے لئے اک آساں پر تو ہے عسی ان یتبعنک ربک مقامات محمودہ  
اب گیا وقت خزانے میں ہل لائیکے دن

مستقل اور مفید  
مذائق اور نواہ

دنیا میں ایک بنی آیا پر دنیا سے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے  
قبول کر گیا۔ اور بڑے زور اور جلاوں کی سہاٹی ظاہر ہو گیا۔  
پندرہ غنیمتیں ایک سو سات روپے

فہرست مضامین  
میں سے کچھ  
آریہ گزٹ کے نزدیک ہمارے صفائی  
پیش کرنا بھی ہے  
پرکاش کا عجیب  
ایئر سائیکل الفارسی روڈ پائیس  
موری محمد علی صاحب کے نزدیک  
مصرف تھان سو عدد کن مینوں میں  
تاریان سے بیہی منا  
ہنگامہ پوریہ ہندوستان کی خبریں  
انڈیا سات منٹا

قیمت بہت کم  
پتہ پتہ پتہ پتہ

میں تیرن تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا۔ (المام سچ موعود)

Digitized by Khilafat Library

جلد ۶ ۶ جولائی ۱۹۱۸ء شنبہ ۲۶ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ نمبر ۲

### المنیہ

خاندان سچ موعود میں خدا کے فضل و کرم سے خیر دعائیت ہے  
عزیز مہدی السلام صاحبزادہ حضرت خلیفہ اولؑ کو آرا ہے  
میاں بنی بخش صاحب تاج و تہذیب امیر ترقی حضرت سچ موعود کے  
پرانے اور نئے خدام میں سے تھے کچھ عرصہ بیمار رہ کر فوت ہو گئے۔  
اللہ شہداءنا الیہ راجعون۔ ۳۔ تاریخ انکا جنازہ یہاں لایا گیا ہے  
دن شام نماز جنازہ پڑھنے کے بعد مغربہ ہشتی میں سپرد خاک  
کیا گیا۔ احباب بھی جنازہ پڑھیں۔ اور دعائے مغفرت کریں۔  
موسم بہت گرم اور روزہ واروں کے لئے  
مکلیف وہ ہے۔ بارش کی سنت ضرورت محسوس  
کی جا رہی ہے۔

### اخبار احمدیہ

جناب ڈاکٹر کرم الدینی  
صاحب امرتسری  
جو ہارے سلسلہ کے  
مخلص فرزند ہیں۔  
صاحبزادے قاضی محمد اکرم صاحب  
سب انسپکٹر پولیس علی گنج  
ضلع ایٹھ نے فوجی بھرتی کے متعلق تقریر سے ہی عرصہ میں  
نہایت قابل قدر خدمات سر انجام دی ہیں۔ چنانچہ انھوں  
نے جنوری ۱۹۱۸ء سے مارچ کے پہلے سہ ماہیگ نامہ ریکورڈ  
بم پہنچائے۔ جس کے صلہ میں سرکار سے ایک سند درجہ  
ارل۔ اور ایک پینٹول بطور انعام مرحمت ہوا۔ اس کے بعد

### جنگ کے متعلق ایک احمدی کی خدمات

جس قدر ریکورڈ سہیلے۔ ان کو ماکر اس وقت اسی  
سے ادھر بھاری ہو چکی ہے۔ جو بہت جلد ہی سوناک  
پہنچ جائیگی۔  
جناب حکیم محمد حسین صاحب  
قریشی سکریٹری انجمن  
احمدیہ لاہور نے حال  
میں دو اشتہار شائع  
کئے ہیں۔ جن میں دلچسپ پیرایہ میں رعایا سے سرکار کو  
زبردستی جنگ میں حصہ لینے۔ اور فوج میں بھرتی ہونے کے  
لئے موثر طریق سے آمادہ کیا گیا ہے۔ احباب تقسیم کرنے کے  
لئے حکیم صاحب موعود سے منگوا سکتے ہیں۔  
اسان گورنمنٹ  
ٹرانسکوں پر شہ

### قرضہ جنگ اور بھرتی کے لئے دو اشتہار

### ایک احمدی ہمدانہ کو انعام

مولوی تقی محمد صاحب صاحب نے لکھا دیکھو دوست جاننے ہیں کہ سادات میں کچھ نامور نہیں ہو سکتا خدا دوستوں کو اپنا عزیز وقت رضائے کرنا ہے۔ علیہ برافاسی ہوا و فضل محمد خاں احمدی از مشرق

دکلا پانی اکاؤنٹنٹس امتحان برہما شستر تسلیم والوں کی طرف سے ہوا، اعلیٰ کلاس کے طلباء آٹھ تھے۔ پاس ہوئے۔ برہما کے تمام سکولوں سے اول درجہ پر ہوا۔ مسٹر ایم ڈبلیو ڈگلس چیف کوشنر ہمارے ہمارے بھائی مسٹر عبدالرحمن صاحب بل۔ اسے ہیڈ ماسٹر کو پاپا روپے بطور انعام دیئے۔ ہم ماسٹر صاحب کو جہاں اس اعزاز پر سہا کرنا دیتے ہیں وہاں مسٹر ایم ڈبلیو ڈگلس چیف کوشنر کا بھی اس قدر دانی پر شکریہ ادا کرتے ہیں۔ صاحب موصوف سلسلہ احمدیہ سے خوب واقف ہیں۔

### قبول احمدیت

سیاں نواب خاں صاحب ساکن بھوڑی ضلع سیالکوٹ احمدیت قبول کرنے کے بارے میں ایک مراسلت بھیجے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ خاکسار علانہ سگودھا چک سبزم میں اپنے بھائی کو ملنے کے لئے گیا۔ بہا چند اور بھی احمدی ہیں۔ جن میں ایک چودھری غلام حیدر منبردار ہیں۔ ان کے پاس ۴۰ جون کو اچھے پیر صاحب درخیش سید عنایت علی صاحب چٹپٹے۔ اور مذکورہ گنگو شروع ہوئی۔ مگر مولوی محمد علی صاحب بدوٹھی سے سید صاحب نے وفات مسیح کے متعلق بحث کرنے سے انکار کر دیا۔ اور آنحضرت کے ہاں بی آنے پر بحث شروع ہوئی۔ اس میں بھی سید صاحب سے کچھ دین چڑھا خاکسار پر چونکہ اس بحث سے حق کھل گیا ہے اس لئے بیعت کرنی ہے۔

### انجمن احمدیہ بصرہ

نشانی ہنز علی خاں صاحب بصرہ سے لکھتے ہیں۔ میرا چہنگہ اگر میٹ تم ہو گیا ہے۔ اس لئے عنقریب ہینڈا رہاں آؤنگا۔ انجمن احمدیہ بصرہ کے سکریٹری بابو محمد اکبر صاحب ہیڈ کارٹر بورڈیشن کوشنر اور من بصرہ مقرر کئے گئے۔ ۲۲ جون کو ماسٹر عبدالرحیم صاحب کا ایک لیکچر مسلمانوں کی طرح دینی کرتے تھے۔ موصوف پر احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن ہل مینی بلڈنگ نکل کھڑا پارسی میں ہوا۔ جو بہت عمدہ اور کامیاب تھا۔ سامعین نے توجہ اور دلچسپی سے

### مولوی ثناء اللہ سرگفتگو

۹- جون - مولوی ثناء اللہ

صاحب نے شملہ میں سلسلہ احمدیہ کے خلاف ایک لیکچر دیا۔ جس میں زیادہ تر زور اس نے حضرت مسیح موعود کے اشتہار "ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ" پر رکھا ہے۔ یہ دیا کہ اس کے مطابق فیصلہ ہو گیا۔ جو سچا تھا وہ زندہ ہے۔ اور جو جھوٹا تھا وہ فوت ہو گیا۔ لیکچر کے خاتمہ پر میں نے کہا کہ مولوی صاحب نے جو اشتہار دعاء مبالغہ ہے۔ اس کے متعلق ہم خود مولوی ثناء اللہ صاحب ہی کی تحریروں کو ہی ثابت کر سکتے ہیں۔ جو انھوں نے اس کے جواب میں لکھیں۔ چونکہ مولوی صاحب باہلہ اور اس کے اثرات کے قائل تھے۔ اور مبالغہ کی صورت میں اپنی موت کو یقینی جانتے تھے۔ اس لئے حسب عادت کج ادائیگی اس کو بھی نا منظور ہی کیا۔ اور جب انھوں نے یہ فیصلہ منظور ہی نہیں کیا تو اب مسیح موعود کی موت کو اس دعویٰ مبالغہ کا نتیجہ قرار دینا ریانت داری نہیں ہے۔ اس کے جواب میں مولوی صاحب نے کہا کہ یہ جو کہا گیا کہ میں مبالغوں کی دعوت کو منتشر ہوں۔ اور اس اشتہار کی دعوت کو بھی ٹال دیا۔ میں نے کبھی مبالغوں کو نہیں ٹالا اور نہ اس کو ٹالا ہے۔ میں نے جو کہا کہا کہ دیکھو مولوی صاحب نے کہا ہے کہ میں نے نبیوں کو کبھی نا منظور نہیں کیا اور نہ ہی اس کو نا منظور کیا کہ اگر میں مولوی صاحب کی تحریروں سے یہ دکھاسکتا ہوں کہ مولوی صاحب نے اس دعوت پر کہا کہ کوئی عقل مند اس فیصلہ کو منظور نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہ طریق فیصلہ کہ کاذب صادق کی زندگی میں ہلاک ہو جاوے قرآنی آیات کے خلاف ہے۔ اور بطور شاہد لکھ دیا کہ دیکھو حالانکہ رسول اللہ مسلم کی دعا سلسلہ کی ہلاکت کے لئے تھی۔ پھر بھی وہ آنحضرت کے بعد ہلاک ہوا۔ پھر قرآنی آیتوں سے استدلال کیا جبکہ مفہوم یہ تھا کہ حوازاوہ کی رسی وراز ہوتی ہے۔

غیرہ ہیں مولوی صاحب کے مسلمات یہ ہیں۔ کہ صادق کاذبوں سے پہلے تراکتے ہیں۔ اور مفندوں کو مہلت دیکھاتی ہے پھر وہ کس مفند سے حضرت مرزا صاحب کی وفات کو اپنی صدفقت کی دلیل ٹھہرتے ہیں۔ اس وقت میں نے ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ وہ تحریریں جو مولوی صاحب نے انکار مبالغہ میں پیش کی تھیں۔ چونکہ اس وقت میرے پاس موجود نہیں۔ اس لئے میں ہمیشہ عبارت دکھانے کا مدعی نہیں۔ ہاں یہ کہتا ہوں۔ کہ وہ عہد میں اسی مفہوم کی ہیں۔ اسپر مولوی صاحب نے لکھا کہ اگر پہلی بات مجھے میری تحریروں سے دکھانی جائے تو مبلغ پانصد روپیہ دوں گا۔ اور اگر دوسری دکھانی جائے تو چھ سو روپیہ۔ اور اگر نہ دکھاسکیں تو جب تک روز لوگوں کے سامنے اقرار کریں کہ میں نے مولوی ثناء اللہ پر الزام لگانے میں جھوٹ بولا تھا۔

میں اپنی طرف پر اٹھا اور کہا کہ مولوی صاحب جو کچھ کہتے ہیں لکھیں۔ اور میں بھی تحریریں اقرار لکھ دیتا ہوں۔ کہ اگر میں ہر دو باتوں کو نہ دکھاسکوں تو بھرے مجمع میں اقرار کروں کہ میں نے آپ پر جھوٹا الزام لگایا تھا۔ اسپر جواب ملا کہ تم لکھو ہم اس کے نیچے لکھیں گے۔ اس پر میں نے مندرجہ ذیل تحریر لکھی۔

"میں مدعی ہوں کہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب مرستی کو ان کی اخبار المہدیث یا کسی اور انکی تحریر میں انہیں دکھاسکتا ہوں۔ جو انھوں نے حضرت مرزا صاحب غلام احمد مسیح موعود مدعی موعود کے مبالغہ آخری فیصلہ پر لکھی تھیں۔ جن کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی عقل مند اس فیصلہ کو مبالغہ میں ہے کہ کاذب صادق کی زندگی میں مہلک کو قبول نہیں کر سکتا۔ کیونکہ سلسلہ کذاب حضرت سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلم کے بعد تک زندہ رہا یا اسی قسم کے الفاظ کہ حوازاوہ کی رسی وراز ہوتی ہے۔ اگر مولوی صاحب اپنی انعامی شرط کو پوری کرنے کی تحریریں گے تو میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر میں نہ دکھاسکوں تو بھرے مجمع میں جمعہ کے روز جامع مسجد میں غلط الزام دینے کا اقرار کروں گا کہ الاقم فضل محمد خاں احمدی اسپر زمانے کے ہم اسکو نہیں مان سکتے۔ کہ کہنے میں نہیں

اور مولوی صاحب نے لکھا دیکھو دوست جاننے ہیں کہ سادات میں کچھ نامور نہیں ہو سکتا خدا دوستوں کو اپنا عزیز وقت رضائے کرنا ہے۔ علیہ برافاسی ہوا و فضل محمد خاں احمدی از مشرق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
نور نصیحت سے اس سولہ الکبریٰ

# الفضل

قاریان دارالامان ۶ جولائی ۱۹۱۸ء

## بانی آریہ سماج کی غیر وفادارانہ تعلیم میں سے کچھ

### گورنمنٹ عالیہ کی توجہ کے قابل

### ”ستیا رتھ پرکاش“ ضرور ضبط ہونی چاہئے

(۳)

گذشتہ ممبروں میں ہم نپڈت ریانا صاحب  
بانی آریہ سماج کی مصنفہ کتاب ”ستیا رتھ پرکاش“  
کے حوالہ جات سے ثابت کر چکے ہیں کہ اس میں  
ہر ایک مذہب و ملت کے لوگوں کی سخت دلگہزاری  
کی گئی ہے۔ جس سے فتنہ و فساد اور شور و شر پیدا  
ہونے کا خطرہ ہی نہیں بلکہ یقین ہے۔ اس سے  
گورنمنٹ عالیہ کو چاہئے کہ ”ستیا رتھ پرکاش“ کو  
ضبط کر کے اس آگ پر پانی ڈال دے۔ جو تمام مذاہب  
کے لوگوں کے سینوں میں اس نے لگا رکھی ہے۔ اور  
جس پر آئے دن آریہ صاحبان تیل ڈال کر بھڑکاتے  
رہتے ہیں۔ اگر گورنمنٹ نے اس طرف توجہ کی۔ اور  
”ستیا رتھ پرکاش“ کو ضبط کر لیا تو شاید وجودہ آریہ سماج  
جن کی گھنٹی میں اس کی دل آزار اور دل شکن تعلیم  
پڑھی ہے۔ سخت کلامی اور درشت گوئی کو کلی طور پر ترک  
کر سکیں۔ آریہ سماج کی آئندہ نسل کے بہت کچھ اصلاح  
یافتہ ہونے کی توقع ہو سکتی ہے۔ ورنہ ناممکن ہے  
کہ اس کتاب کے پڑھنے۔ اور اس کی تعلیم پر عمل پیرا  
ہونے والے لوگ اپنی تحریروں اور تقریروں

میں کچھ اصلاح کر سکیں۔ اور دوسروں کے مذہبی احساسات  
کو صدمہ پہنچانے سے باز رہ سکیں۔  
ستیا رتھ پرکاش کے ضبط کے جلنے کی یہی ایک  
انہی بڑی وجہ ہے جس کی معقولیت میں کسی قسم کا شک  
و شبہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس کے علاوہ ایک اور بڑی  
بھاری وجہ اس کی وہ تعلیم ہے۔ جو گورنمنٹ عالیہ کے  
خلافت نہایت خدرا نہ خیالات پیدا کرنے اور وفادارانہ  
تبدیلات کو نقصان پہنچانے کا موجب ہو رہی ہے۔  
یہی وجہ ہے کہ اس وقت تک آریہ سماجی حلقہ میں سے  
کسی ایک نامور اور چھٹی کے لوگ تاج برطانیہ کے خلافت  
باعینانہ خیالات پھیلائے اور مندرجہ حرکات کرنے  
کے بھرپور پارکیر کرنا کو چیلنج چکے ہیں۔ یہیں ان  
سب کا نام بنام ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور  
نہ ہی ان کی جرم نامہ کا رد و ایجنوں کے بیان کرنے کی حاجت  
ہے۔ کیونکہ ہماری غرض تو گورنمنٹ عالیہ کو توجہ دلانے  
اور وہ عدالتوں کے ان فیصلوں اور یکا روں کے باواقف  
نہیں ہے۔ جو آریہ سماج سے تعلق رکھنے والے لالہ  
لاجپت رائے۔ اور لالہ ہنسراج صاحب کے بیٹے

..... کے متعلق تیار ہو چکے ہیں۔ پس میں  
کتاب کی تعلیم کا فتوہ ہی عرض میں لیا خطرناک  
نتیجہ رونما ہو چکا ہو۔ اس کے ضبط کرنے میں گورنمنٹ  
کو توقف نہ ہونا چاہئے اور اس کی اشاعت کے  
روکنے میں درگزر سے کام نہ لینا چاہئے۔  
ذیل میں ہم ستیا رتھ پرکاش میں سے  
نی اعمال صرف ایک حوالہ گورنمنٹ کی توجہ کے لئے  
نقل کرتے ہیں۔ جس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ اس  
میں گورنمنٹ کے خلاف نفرت اور خوارت پیدا کرنے  
”سماج کے خلاف“ کرنے اور بغاوت پھیلانے کی  
کیسی کھلے طور پر تعلیم دی گئی ہے۔ اور کیسی بیباکی سے  
کام لیا گیا ہے۔  
نپڈت ریانا صاحب ستیا رتھ پرکاش میں سے  
۲۵۲۲۵ پر لکھتے ہیں۔

الہیہ غیر ملک کے جو محتوے لوگ اس ملک  
میں آکر گاتے وغیرہ کے مارنے والے  
شراب خور حکمران ہوتے  
میں تب سے برابر آریوں کا  
دکھ بڑھتا جاتا ہے“

ان الفاظ کا صاف مطلب یہ ہے کہ جب سے  
گورنمنٹ برطانیہ ہندوستان پر حکمراں ہوتی ہے ایسی  
دقت سے آریوں کا دکھ بڑھتا جاتا ہے۔ جو اس سلطنت  
برطانیہ ایک ظالم اور جاہل حکومت ہے۔ جو اپنی رعایا کو  
بجائے کسی قسم کا فائدہ پہنچانے کے طرح طرح کی  
تکالیف اور مصائب میں مبتلا رکھتی ہے۔ اور خاص کر  
”آریوں“ سے تو اسے بہت ہی عداوت و بددستی  
ہے۔ کیونکہ نپڈت ریانا صاحب نے اہل ہند میں  
سے آریوں کو الگ کر کے لکھا ہے۔ کہ ان کا دکھ دن  
بدن بڑھتا جاتا ہے۔ گویا روئے لوگوں کو تو آرام  
پہنچایا جاتا ہے۔ مگر آریوں کو دکھ دینے اور تلنے ہی  
کی کوشش کی جاتی ہے۔

سوامی جی کے مذکورہ بالا الفاظ پڑھ کر ہر ایک  
شخص کے دل میں سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا یہ درست ہے  
کہ گورنمنٹ دوسروں کو تو آرام و سائنس پہنچاتی ہے

مگر تریوں کو رکھ دیتی ہے۔ دوسروں کے لئے تو تعلیم و تربیت کے سامان مہیا کرتی ہے۔ مگر ان کو محروم رکھتی ہے۔ دوسروں کی توجہ ان دہاں عزت و آبرو کی حفاظت کرتی ہے۔ مگر ان کے لئے کچھ بھی نہیں کرتی۔ اگر فی الواقعہ گورنمنٹ کا آبرو کے ساتھ ایسا ہی منوک ہے۔ تو ہم پنڈت ریاض صاحب کے مندرجہ بالا الفاظ سمجھنے میں حق بجانب سمجھیں گے۔ لیکن اگر یہ یا نہیں ہے۔ بلکہ گورنمنٹ اپنی تمام رعایا کو خواہ وہ آریہ ہو یا ہندو مسلم ہو یا غیر مسلم ایک ہی آنکھ سے دیکھتی ہے۔ اور سب کو آرام و آسائش پہنچانا سب کی جان و مال کی حفاظت کرنا اپنا فرض سمجھتی ہے اور یہاں تک اس کی طاقت اور بہت میں ہے اس ترس کو ارا کرتی ہے۔ تو سواری ریاض صاحب کی بات غلط ہو جائیگی۔ اب ہم سواری جی کے شیدائی آریہ سماجیوں سے ہی پوچھتے ہیں کہ سرائی کے تپائش گورنمنٹ کا آپ کے ساتھ کیا سلوک ہے۔ کیا آپ لوگوں کے لئے گورنمنٹ نے کوئی ایگسٹرا عد اور تریا بلڈ سٹرکٹور رکھے ہیں۔ جن کی وجہ سے آپ کا دیکھ دن بدن بڑھتی چلی پڑ رہے۔ کیا آپ لوگوں کو تنگ کرنے اور تھکاتے رہنے کا گورنمنٹ نے عمد کر رکھا ہے۔ کیا آپ لوگوں کو آرام و آسائش کے ان سامانوں سے جو گورنمنٹ کے ذریعہ اہل ہند کو حاصل ہو رہے ہیں محروم کر دیا گیا ہے کیا آپ لوگوں کی جان و مال عزت و آبرو کی حفاظت کے لئے گورنمنٹ نے ہاتھ بٹھا لیا ہے۔ اگر یہ باتیں درست ہیں تو آگاہ کیجئے۔ اگر ہم بھی اس اہیانا اور نظریہ کو دیکھ سکیں جو آپ لوگوں اور دوسروں میں روا رکھی گئی ہے۔ لیکن اگر ایسا نہیں ہے اور یقیناً ایسا نہیں ہے۔ تو پھر آپ ہی فرمائیں کہ کیوں پنڈت ریاض صاحب کو بے گتہ پڑے جب سے انگریز ہندوستان پر چھوڑا ہوئے ہیں۔ تب سے آریوں کا دکھ بڑھتا چلا گیا ہے۔ آریوں میں گورنمنٹ کے خلاف نفرت اور حقارت پیدا کرنے والا اور فیوادار اور تعلیم دینے والا انسان نہ لکھا گیا ہے۔ مگر جب گورنمنٹ آریوں۔ ہندوؤں

مسلمانوں۔ اور سکھوں سے ایک ایسا ہی سلوک کرتی ہے۔ تو پھر اس کے کیا معنی کہ آریوں کا دکھ بڑھنا جاتا ہے۔ اگر گورنمنٹ ظالم اور جفا کار ہے تو چاہئے کہ ساری ساری رعایا کے دکھ اور تکلیف میں اضافہ ہو۔ یہ کہ کسی ایک فریق کا تو رکھ بڑھنا جائے۔ اور دوسروں کو آرام و آسائش حاصل ہوتی جائے۔ مگر پنڈت ریاض صاحب ہمارا ج کے نزدیک جب سے انگریزی گورنمنٹ ہندوستان پر حکمراں ہوئی ہے۔ تب سے آریوں کا ہی دکھ بڑھنا جاتا ہے۔ جس کی وجہ ہماری سمجھ میں تو کوئی آتی نہیں۔ اور افسوس نہیں جب تک آریہ صاحبان ہر بانی فریاد خور نہ بنائیں اس وقت تک کسی کی سمجھ میں آسکے۔

اب آریہ صاحبان کے لئے دو ہی صورتیں ہیں۔ یا تو وہ اقرار کریں کہ پنڈت ریاض صاحب نے یہ درست سمجھا ہے۔ کہ جو بے غیر ملک کے گوشت خور لوگ (انگریز) اس ملک (ہندوستان) میں آکر گائے وغیرہ جانوروں کے مارنے والے شراب خور حکمراں ہوئے ہیں۔ تب سے برابر آریوں کا دکھ بڑھنا جاتا ہے۔ یا یہ تسلیم کریں کہ یہ بالکل غلط اور عجیب شے ہے۔ اور محض گورنمنٹ انگریزی کی نسبت بڑے خیالات پیدا کرنے کے لئے لکھا گیا ہے۔ اس کے سوا کوئی تیسری صورت ہے ہی نہیں۔ مذکورہ بالا الفاظ اپنے مطلب اور مفہوم کو ایسے سمجھنے طور پر ظاہر کر رہے ہیں کہ اس میں کسی قسم کا تغیر و تبدل کرنا ناممکن ہے۔ اس لئے آریہ صاحبان کو دونوں میں سے کسی ایک ہی صورت کو ماننا پڑے گا۔ مگر نوان کے ساتھ دوسرے لوگوں کی نسبت برا سلوک کیا جاتا ہے۔ ان پر سختی کی جاتی ہے۔ ان کو دکھ دیا جاتا ہے۔ تو پھر ان کو چاہئے کہ صاف الفاظ میں اس کا اظہار کریں تاکہ اگر ان کو کچھ نہیں۔ تو ہم کم از کم ان کے ساتھ ہمدردی کا اظہار تو کر سکیں۔ اور اگر ایسا نہیں ہے۔ تو پھر ان کا فرض ہے کہ پنڈت ریاض صاحب کے مذکورہ بالا

الفاظ سے اپنی نفرت کا اظہار کریں اور ان کے غلط اور جھوٹے ہونے کو تسلیم کریں۔ ہم دیکھیں گے کہ صاحبان کو کونسی صورت اختیار کرتے ہیں۔ آیا پنڈت ریاض صاحب کی فیوادار اور ہندوستانہ تعلیم سے اپنی نفرت ظاہر کرتے ہیں۔ یا اس کو صحیح اور درست مان کر گورنمنٹ انگلیش کو ظالم اور جاہل قرار دیتے ہیں۔ جو کونسی صورت بھی اختیار کریں۔ اس میں شک نہیں کہ ستیا رکھ پر کاش کے الفاظ گورنمنٹ انگریزی کی نسبت بہت بڑے خیالات پیدا کرنے والے ہیں۔ اور وہ لوگ جن کے نزدیک پنڈت صاحب موصوف کی کمی ہوئی ہر ایک بات پتھر پر لکیر ہے اگر اس وقت گورنمنٹ کے ڈر سے منہ سے نہ کہیں۔ تو دل میں ضرور فیصلہ کر چکے ہونگے کہ واقعی گورنمنٹ انگریزی کی وجہ سے ہمارا دکھ دن بدن بڑھ رہا ہے۔ اور یہ خیال پختہ ہو کر ان کے فدا راز خیالات کے نشوونما کا باعث ہوگا۔ اور جب موفوف دیکھیں گے۔ مجموعی طور پر اہل ہندوستان میں گورنمنٹ کو چاہئے کہ اول تو آریہ صاحبان سے دریا منت کرے۔ کہ وہ کونسی رعایتیں ہیں۔ جو دوسروں کو تو حاصل ہیں۔ مگر ان کو نہیں۔ اور کہا د جو بات ہیں کہ دوسروں کے مقابلہ میں ان کا دکھ بڑھ رہا ہے۔ اگر وہ کوئی نہ بتا سکیں اور یقیناً نہیں بتا سکیں گے۔ تو پھر پنڈت ریاض صاحب کے وہ الفاظ جو اس غلط بیانی اور دوغ گوئی کے زمرہ وار ہیں۔ اور گورنمنٹ کے متعلق نفرت اور حقارت پیدا کرنے والے ہیں۔ انھیں صرف غلطی طرح مٹا دیا جائے۔ تاکہ ان کی وجہ سے گورنمنٹ کے خلاف نفرت اور حقارت نہ پیدا ہو۔ اور اس کے بدل و انصاف۔ امن پسندی اور رعایا پھردری پر کسی قسم کا دھبہ نہ لگے۔ ورنہ آریوں میں پنڈت ریاض صاحب کے ایسے عقیدوں کی کمی نہیں ہے۔ جو باوجود سب کچھ جاننے اور سمجھنے کے صرف اس لئے گورنمنٹ کی نسبت بڑے خیالات کو اپنے دل میں جگرتے ہوئے ہونگے کہ پنڈت صاحب نے لکھا ہے کہ جب سے انگریز حکمراں ہوئے ہیں۔ تب سے آریوں کا دکھ بڑھتا چلا گیا ہے۔ ایسے عقل کے کورے اور گانٹھ کے پورے لوگ یہ نہیں دیکھیں گے۔ کہ واقعات اس کی نصیحتیں

کرتے ہیں۔ یا کندھیں۔ ہم پہلے کی نسبت دکھ میں  
 ہیں۔ یا آرام میں وہ تو قاضی کی اسی مثل کے مطابق  
 اگر شاہ روز را گوید شب است این  
 بیا بگفت اینک ماہ و پرویں  
 یہی یقین کئے بیٹھے رہیں گے۔ کہ سوامی جی نے جو کچھ  
 لکھ دیا ہے۔ واقعات سے اس کی تصدیق ہو یا نہ ہو  
 ہماری نسبت دوسروں کو کوئی خاص مراعات حاصل  
 ہوں یا نہ ہوں۔ ہمارا دکھ بڑھے یا نہ بڑھے وہ غلط نہیں  
 ہو سکتا۔ وہ درست ہے اور ضرور درست ہے۔  
 ایسے لوگوں کی اصلاح کا سوائے اس کے اور کوئی طریق  
 نہیں ہے۔ کہ ان کے لئے گورنمنٹ کے خلاف بھڑکانے  
 اور بڑے خیالات پیدا کرنے کا موجب جو چیز ہے۔ اسے  
 ان کے سامنے سے ہٹایا جائے۔ اور اس کا نام و  
 نشان مٹا دیا جائے۔ پس گورنمنٹ کو چاہئے۔ کہ  
 "ستیا رتھ پرکاش" کو جو ایسے خیالات پھیلانے کی جڑ ہے  
 ضبط کرے۔

ہم نہیں سمجھتے۔ کہ پنڈت دیانند صاحب نے  
 ایسی حکومت کے متعلق جس کے زیر سایہ انھوں نے  
 ایک لمبی عمر بڑے آرام و آسائش کے ساتھ بسر کی جس  
 کی وجہ سے انھیں ہزاروں قسم کے اسباب راحت  
 میسر ہوئے۔ جس کے طفیل ان کی دل آزار اور دل شکن  
 ہستی ایک عرصہ تک محفوظ رہی۔ اس کی نسبت انھوں  
 نے کیوں اور کس لئے یہ لکھ دیا کہ اس سے آریوں  
 کا دکھ برابر بڑھتا جاتا ہے۔ انھوں نے آریوں کے  
 مقابلہ میں دوسروں کے ساتھ گورنمنٹ کی کوئی رعایت  
 دیکھی۔ ان کو دوسروں کی نسبت کوئی تکلیفوں اور  
 دکھوں کا ہت ہونا پڑا۔ اگر کسی کا نہیں۔ تو پھر انھوں  
 نے گورنمنٹ پر پلانیہ کو دکھ دینے والی۔ اور وہ بھی  
 دوسروں کو نہیں۔ بلکہ آریوں کو کیوں قرار  
 دیا۔ کیا اس کی یہی وجہ نہیں ہے کہ چونکہ وہ گورنمنٹ  
 کے خلاف بڑے خیالات دیگر لوگوں کے دلوں میں  
 ڈالنا چاہتے تھے۔ لیکن ساتھ ہی انھیں یہ بھی معلوم  
 تھا۔ کہ سوائے آریوں کے اور کسی پر میری سوز یا نہ  
 انوں کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ اس لئے انھوں نے

اوروں کا لڑام ہی نہیں لیا۔ اور صرف آریوں کے  
 متعلق کہہ دیا کہ ان کا دکھ دن بدن بڑھتا جاتا ہے۔  
 اگر وہ یہی بات سب کے متعلق کہتے۔ تو اسی وقت  
 اس کے خلاف زبردست آواز اٹھائی جاتی۔ اور ان  
 سے اس کے جھوٹے اور غلط ہونے کا اعتراف کرایا  
 جاتا۔ لیکن چونکہ انھوں نے ہوشیاری سے کام لے کر  
 صرف آریوں کے دکھ کے بڑھنے کا ذکر کیا جسے آریوں  
 نے خاموشی کے ساتھ سن کر سر اٹھوں پر رکھ لیا۔ اور  
 ایک لفظ بھی اس کے خلاف زبان سے نہ نکالا۔  
 اس طرح پنڈت صاحب کو ایک نوجوان فائدہ ہوا کہ  
 ان کے ان فیوفاڈا الفاظ کی مخالفت نہ ہوئی۔ اور دوسرا  
 یہ کہ صرف آریوں کے دکھ کے بڑھنے کا سن کر  
 عوام الناس کو گمراہ کن خیالات سے بہت زیادہ  
 اور بہت جلدی متاثر کر لیا گیا۔ کیونکہ جب انھوں  
 نے اپنے سوامی کی زبان سے صرف اپنے ہی دکھ کی  
 کہانی سنی تو انھیں یقین کرنا پڑا کہ گورنمنٹ ہمارے  
 ساتھ ایسا سلوک نہیں کرتی۔ جیسا کہ دوسروں کے  
 ساتھ۔ بلکہ ہم پر تو بڑے بڑے ظلم کرتی ہے۔ اور  
 دوسروں کو خاص رعایتیں دیتی ہے۔ اس لئے  
 اس کی مخالفت کرنی چاہئے۔ یا کم از کم دلوں میں  
 مخالفانہ خیالات کو جگہ دینی چاہئے۔ چونکہ انسانی  
 فطرت میں یہ بات رکھدی گئی ہے۔ انسان اوروں کے  
 مقابلہ میں اپنے حقوق کو زائل ہوتا۔ یا اپنے اوپر دوسروں  
 کو بلا وجہ کسی قسم کی فضیلت پاتا۔ یا ایک ایسی جگہ سے  
 جہاں سب کے حقوق سادری ہیں اوروں کو اپنی  
 نسبت زیادہ نفاذ حاصل کرنا دیکھ کر غیظ و غضب  
 سے بھر جاتا اور غصہ و رنج سے میناب ہو جاتا ہے  
 اسی لئے پنڈت دیانند صاحب نے اس جذبہ کو  
 ناجائز فائدہ اٹھانے اور گورنمنٹ کے خلاف  
 غصہ اور رنج کے جذبات پیدا کرنے کے لئے یہ  
 لکھ دیا کہ جب سے انگریز ہندوستان پر حکمراں ہو  
 ہیں۔ سب سے برابر آریوں کا دکھ بڑھتا جاتا ہے  
 گویا آریوں کے مقابلہ میں اوروں کو تو آرام و آسائش  
 حاصل ہو رہا ہے۔ بڑی بڑی رعایتیں مل رہی ہیں

بڑے بڑے ذاتیہ شیخ رہے ہیں۔ لیکن ان کو نہ  
 صرف کوئی فائدہ اور آرام گنہیں پہنچا جاتا۔ بلکہ دن  
 دن ان کے دکھ اور تکلیف میں اضافہ کیا جا رہا ہے  
 اب گورنمنٹ کو غور کرنا چاہئے کہ اس کے بڑھ کر  
 مغویا نہ تعلیم اور باقیانہ تلیقن اور کیا ہو سکتی ہے۔ اور  
 اس سے زیادہ گورنمنٹ کے خلاف بڑے خیالات  
 پیدا کرنے کا کوئی طریق اور ذریعہ ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی  
 نہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ جو کتاب ایسی تعلیم دیتی ہے  
 اسے ضبط نہ کیا جائے۔ اور کیوں اس سے پیدا ہونے  
 والے خطرات کو اسی وقت نہ کچل دیا جائے۔ جبکہ وہ  
 آسانی پکٹے جا سکتے ہیں۔ امید ہے کہ گورنمنٹ کے  
 ذمہ دار حکام ستیا رتھ پرکاش کی اس قسم کی تعلیم کی  
 طرف متوجہ ہونگے۔ اور اس کے مضر اثرات سے  
 لوگوں کو بچانے کے لئے ضروری کوئی کارروائی کریں گے۔  
 آج کل انگریزی خوراں نوجوان طلباء کو سیاسی  
 مسائل میں دخل دینے اور سیاست میں حصہ لینے سے  
 گورنمنٹ خاص طور پر منع کر رہی ہے۔ جو نہایت ضروری  
 اور لازمی ہے۔ کیونکہ طلباء جوانی کی تنگی۔ اور  
 نا تجربہ کاری کے نقص کی وجہ سے گمراہ کن اثرات  
 سے بہت جلدی متاثر ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ گزشتہ  
 چند سال کے اندر بیسیوں سکولوں کے لڑکے۔ اور  
 طلباء جن میں سے اکثر گورنمنٹ کے وفادار اور معزز  
 گھرانوں سے تعلق رکھتے تھے گورنمنٹ کے خلاف  
 سازش اور بغاوت میں شریک ہو گئے۔ ان نوجوانوں کو  
 اس تباہی سے بچانے کے لئے گزشتہ سال گورنمنٹ نے  
 ایک خاص اعلان بھی کیا تھا۔ لیکن کیسے تعجب کی بات  
 ہے کہ ستیا رتھ پرکاش جس میں نہایت خطرناک سیاسی  
 تعلیم اور غیر آمل انڈیش نوجوانوں کو گمراہ کرنے کا ماروا طریق  
 اختیار کیا گیا ہے اسے خاص طور پر نوجوان انگریزی خوراں  
 میں تعلیم کیا جاتا ہے۔ چنانچہ تقریباً اسی عرصہ ہوا ایک آریہ  
 اخبار میں ستیا رتھ پرکاش کا انگریزی ترجمہ انگریزی  
 خوراں کو مفت یا بہت کم قیمت پر دینے کا اعلان  
 ہوا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آریہ صاحبان  
 نوجوان تعلیم یافتہ لوگوں کو ستیا رتھ پرکاش کی اس تعلیم

گورنمنٹ کو جو وہ دلائل دے۔ لی حال میں ستیا رتھ پرکاش کا پیش کا صرف ایک ہی اور پیش کیا ہے۔ جس کے اسکی خطرات تعلیم پر خوب روشنی پڑتی ہے اور ابھی اور ایسی ہی خطرات ہیں۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ خطرات۔ جو ابجائز ہیں جن کی طرف ہم آئندہ اشارہ

ہم نے اس سے پہلے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ لیکن اس سے زیادہ خطرات ہیں۔ جو ابجائز ہیں جن کی طرف ہم آئندہ اشارہ

# آریہ گزٹ کے نزدیک چھ اصفائی پیش کرنا بھی جرم ہے

نہ ترپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے  
گھٹ کے مرجاؤں یہ مرضی مرد و صیاد کی ہے

”ورشمن“ کے خلاف ”آریہ گزٹ“ نے شور و شر مچایا اور فتنہ پیدا کرنے کی بنا جس بات رکھی تھی۔ وہ ورشمن کے چند ایک اشعار ہیں۔ جن میں نیوگ کی ذمت اور پنڈت لیکھرام کی درشت کلامی کی شکایت کی گئی ہے۔ ان کو اشتعال انگیز اور فحش قرار دیتے ہوئے آریہ اخبارات نے آریہ گزٹ کی تحریک پر ورشمن کو ضبط کرانے پر زور دیا تھا۔ جس کا ہماری طرف سے ایک جواب یہ دیا گیا تھا کہ ہم آریہ صاحبان سے پوچھتے ہیں۔ کہ کیا کسی مذہب کے سلسلہ عقائد کو اسی مذہب کی سلسلہ کتب کی رو سے پیش کرنا شر اور اشتعال انگیز اور فحش ہوتا ہے۔ اگر آپ لوگوں میں کچھ بھی انصاف کا ادہ باقی ہے تو آپ کو کہنا پڑے گا کہ ہرگز نہیں۔ پس جب یہ بات شر اور اشتعال انگیز نہیں ہے۔ تو پھر ان نظموں کو کس طرح شر اور اشتعال انگیز کہا جاسکتا ہے۔ جن میں آپ لوگوں کے عقائد آپ ہی کی سلسلہ کتب کی رو سے بیان کئے گئے ہیں۔ کیا یہ کہنا کہ آریہ مذہب میں نیوگ کی تعلیم ہے۔ شر اور اشتعال انگیز ہے۔ تو کیوں آریوں کا اس پر عمل ہے۔ اور اس کو بہت عمدہ فعل قرار دیتے ہیں۔ کیوں نہیں مہرشی ریاض کی مقدس اور پوتر کتاب سنیا تھ پرکاش میں سے نیوگ کی صفیں و شرح تعلیم کو نکال دیتے۔ لیکن جب تک نیوگ کی تعلیم اس میں موجود ہے۔ اور آریہ صاحبان عدل و جان سے اسے پسند کرتے ہیں۔ اس وقت تک ہر ایک شخص کو حق حاصل ہے۔ کہ ان کی طرف اس سلسلہ کو منسوب کر کے اس پر روشنی ڈالے۔ جس پر آریوں کا چڑنا اور شور مچانا بالکل عبث ہے۔ پس اگر ورشمن میں اسی نیوگ

کا تذکرہ ہے اور صحیح اور درست طریق سے تذکرہ ہے تو پھر اس کو شر اور اشتعال انگیز کہنا جاتا ہے اسی پر دیگر مسائل کو قیاس کر لیجئے۔ اور ہم تو اس بات کے منتظر ہیں کہ اگر آپ صاحبان یہ ثابت کر دیں کہ ورشمن میں آریہ مذہب کے متعلق جو کچھ نظم کیا گیا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ اور ہم احمدیہ جماعت کو چیلنج دیتے ہیں کہ ان باتوں کو ہماری کتابوں سے نکال کر پیش کیے تو ہم ہر وقت اس چیلنج کو منظور کرنے اور ورشمن کے اشعار کی صداقت آپ کی کتابوں کے حوالجات اور صحیح واقعات سے ثابت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ بشرطیکہ آپ بھی ٹھنڈے دل کو ہمارے ثبوت کو ملاحظہ کرنے کے لئے تیار ہوں اور بوقت تحریری ثبوت اس طرح شور نہ مچائیں۔ جس طرح کہ اب مچا رہے ہیں؟

مندرجہ بالا جواب جس عقول طریق سے دیا گیا تھا اس سے کوئی عقلمند انکار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ جب ہم اس بات کا ثبوت دینے کے لئے تیار ہیں۔ کہ ورشمن میں آریہ مذہب کے متعلق جو کچھ نظم کیا گیا ہے۔ وہ اسی مذہب کی سلسلہ کتب اور صحیح واقعات کی بنا پر کیا گیا ہے۔ تو پھر آریوں کا اس شور و شر اور دادیلا کے کیا سہنی۔ کہ ورشمن کے اشعار نے ہمارے دلوں کو زخمی کر دیا ہے ہمیں سخت دکھا اور تکلیف دے رکھی ہے۔ اس لئے اس کتاب کو ضبط کر لیا جائے۔ اگر ورشمن کی وہ باتیں جن کی بنا صحیح واقعات پر ہے۔ اور جو آریہ دھرم کی کتب سے ہی لی گئی ہیں دلوں کو زخمی کرنے اور دکھ پہنچانے والی ہیں تو اس میں ورشمن کا قصور نہیں۔ بلکہ آریہ دھرم ہی کی کتب کا ہے۔ اس لئے ورشمن کے خلاف آواز اٹھانے سے

پہلے اس بات کا فیصلہ ہو جانا ضروری ہے۔ کہ اس میں جو کچھ آریوں کے متعلق لکھا گیا ہے۔ وہ درست ہے یا نہیں۔ لیکن کس قدر موجب کی بات ہے کہ باوجود اس کے کہ ہماری طرف سے آریوں کو کہا گیا تھا کہ

”آپ کو چاہئے۔ کہ باوجود ورشمن کے اشعار کے سلسلہ کو غلط ثابت کر کے دکھلائیں۔ اور ہم سے ان کی صداقت کا مطالبہ کریں۔ اگر ہم آپ کی کتب اور واقعات سے ان کا سچا اور درست ہونا ثابت کر سکیں۔ تو پھر آپ کا جو بھی چاہے۔ کریں۔ یا ورشمن کے خلاف ایک لفظ بھی زبان سے نہ نکالیں۔ کیونکہ کسی قسم کے صحیح اور درست واقعات اور حالات کا بیان کرنا فتنہ کا موجب نہیں ہوتا بلکہ فتنہ انگیز اور شریف خیز ہے۔ اس تمہک ہوتی ہیں جیسی کہ پنڈت لیکھرام اور دیگر آریہ صاحبان نے لکھی ہیں۔ جو واقعات کے بالکل برخلاف ہیں اور سوائے . . . . . اور غلط الزامات کے

ان میں کچھ نہیں ہے“

مگر اس وقت تک کسی ایک آریہ صاحب کو بھی سلسلے آسنے کی جرأت نہیں ہو سکی۔ اور وہی ایڈیٹر صاحب آریہ گزٹ نے کچھ بہت دکھائی ہے۔ البتہ بطور خود ہم نے پنڈت لیکھرام کی سخت کلامی کی دو تین مثالیں پیش کر کے آریہ گزٹ کے پیش کردہ اشعار کی صداقت کا جو مختصر الفاظ میں ثبوت دیا تھا۔ اس کا صرف ایک پیرا اور وہ بھی صرف پنڈت لیکھرام صاحب کے پیش کردہ گندے اور دل آزار الفاظ کو ہدف کر کے لکھتے ہوئے ایڈیٹر صاحب آریہ گزٹ نے یوں کیا ہے کہ

”پھر وہی شر اور اشتعال انگیز شروع کر کے ان کی تائید میں دل دکھانے والی عبارت لکھی گئی ہے“

کیا ہی اچھا ہوتا ایڈیٹر صاحب مہرشی نے جہاں مندرجہ بالا الفاظ لکھے تھے۔ وہاں پنڈت لیکھرام صاحب کی اس درافتحانی کو بھی رسخ کر دینے جو ہم نے پیش کی تھی۔ تانا نا طریق ”دل دکھانے والی عبارت“ کے متعلق آسانی کے ساتھ اندازہ لگا سکتے۔ لیکن ایڈیٹر صاحب آریہ گزٹ کا ایسا نہ کرنا جاتا ہے۔ کہ پنڈت لیکھرام کے جن الفاظ کو ہم نے پیش کیا تھا۔ انہیں وہ بھی پایہ نند و سب سے گہرے ہوئے۔ اور شر اور اشتعال

میں۔ ورنہ ان کو چھپا کر رکھنے۔ اور ان پر پھوہ ڈالنے کی کیا وجہ ہے۔ گروہ ایسے نہیں ہیں۔ تو کیوں ان کو چھپائیں کیا جاتا۔ اور ان کے شریفانہ اور بے شرمیہ کے ثوابت نہیں کیا جاتا۔ کیسی جبرانی کی بات ہے۔ کہ ان دل روز اور دل آزار فرقوں کو پیش کو کہ ہم جو آہ بھرتے اور فرما کر کرتے ہیں۔ اس کے متعلق تو نہایت شوخ حشٹی اور عسائی کی کر کہا جاتا ہے۔ کہ

”حیرت ہے۔ کہ مفضل نہ پرین کیٹ کی پروا کرتا ہے۔ زخمی دوسرے قانون کی۔ اور غیر سوچے سمجھے جو جی میں آتا ہے کھتا چلا جاتا ہے۔“

لیکن پنڈت لیکھ رام کے ان الفاظ اور فقرات سے بالکل آنکھیں بند کر لی جاتی ہیں۔ جنہوں نے ہمارے سینوں زخمی اور دلوں کو ٹکڑے کر رکھا ہے۔ اور جن کے پیدا کئے ہوئے درد اور کرب کی وجہ سے بے اختیار ہمارے منہ سے آہ و فغاں نکل جاتی ہے۔ ہم نے جو کچھ لکھا تھا۔ وہ آریہ گزٹ کے اس اعتراض کے جواب میں لکھا تھا جو ورثین کے اشعار پر کیا گیا تھا۔ اور اس طرح اپنی صفائی پیش کی گئی تھی۔ لیکن اس کو بھی شہرہ انگیز۔ اور دل آزار کہا جاتا ہے۔ گویا ہمیں آریہ گزٹ کے الزام کی صفائی پیش کر لیا بھی حق حاصل نہیں ہے۔ کیا اس کا صاف مطلب یہ نہیں کہ آریہ صاحبان ہمارے ساتھ وہی سلوک کرنا چاہتے ہیں۔ جو کسی ظالم اور جفا کار صیاد نے ایک بیکس اور کمزور پرند کے ساتھ روا رکھا تھا۔ اور جس کا نقشہ قابلِ طرح کھینچا گیا ہے۔

نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے گھٹ کے مر جاؤں یہ مرضی مرضی صیاد کی ہے اگر یہی ان کی مرضی ہے۔ تو خیر۔ وہ اپنی مرضی کے مالک ہیں۔ جس طرح چاہیں کریں۔ رکھ اور تکلیف پہنچا کر ہماری تیج و پکار کو روکنے کی کوشش کر لیں۔ ہماری زبان بندی کے لئے زور لگائیں۔ لیکن انہیں یاد رہے کہ جب تک ہمارے دم میں دم ہے۔ ہم بھی پنڈت دیانند صاحب اور پنڈت لیکھ رام وغیرہ آریوں کی دل آزار اور دل شکن تحریروں کی نسبت آواز بلند کرتے ہی رہیں گے۔ اور اپنی

میران و معادل گوڈمنٹ کو اپنے درد اور تکلیف کی طرف توجہ دلانے ہی رہیں گے۔ نیز اس بات کا بھی ثبوت دیتے رہیں گے۔ کہ ہماری زبان و قلم سے جو کچھ نکلا ہے۔ وہ انہما و رجہ کی بھوری کی حالت میں نکلا ہے اور انتہائی رکھ اور تکلیف کی وجہ سے نکلا ہے۔ حد درجہ کے رنج اور ملال کے باعث نکلا ہے۔ ورنہ اگر پنڈت لیکھ رام صاحب سخت کلامی اور درشت گوئی سے کام نہ لیتے۔ دل آزار اور دل شکن الفاظ استعمال نہ کرتے۔ تو حضرت مرزا صاحب کو ان کے متعلق ایک لفظ بھی لکھنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ ایسی صورت میں جبکہ پنڈت لیکھ رام نے اپنی دل آزار تحریروں کو حد تک پہنچا دیا ہو۔ جیسا کہ کلیات مسافر کے صفحات سے ظاہر ہے۔ جس میں نمونہ کے طور پر کچھ ہم پہلے پیش کر چکے ہیں۔ اور کچھ اب کرتے ہیں۔ یہ کہنا کیونکر ناروا ہے۔ کہ

فطرت کے ہیں درد سے مردار ہیں نر زندی ہر دم زباں کے گندے۔ تہر خدایا ہی ہے

ایڈیٹر صاحب آریہ گزٹ خصوصاً اور دیگر آریہ صاحبان عموماً پنڈت لیکھ رام صاحب کے مذہبہ ذیل الفاظ پر غور فرماویں۔ اور پھر بتائیں کہ ورثین میں کچھ کہا گیا ہے۔ وہ بالکل صحیح اور درست ہے۔ یا نہیں۔

پنڈت صاحب مذکور حضرت مرزا صاحب کے متعلق جنہیں ہم خدائے تعالیٰ کا نبی اور برگزیدہ انسان سمجھتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔

”جو جو کمزور فریب مرزا کی ذات میں گندھے ہوتے ہیں۔ ان (انبیاء بنی اسرائیل) کو عشر عشر بھی نصیب نہیں ہوا تھا۔“ ص ۴۹۹  
 ”مرزا مطیع شہوت ہے۔“ ص ۴۹۹  
 ”باوجود اس قدر دعاوی کے مرزا صاحب نے کسی کو بھی بیایہ صداقت نہ پہنچایا۔ اور ہمیشہ عذالاً استفسار کر و فریب کو کامرنا یا قادیان کے لوگ بچے سے بڑھے تک سمجھی ان کی جیلہ پروازوں اور وہاں بازوؤں سے آگاہ ہو کر میری اس تحریک کے گواہ ہیں۔“ ص ۴۶۰

یہ ہم نے وہ ان الفاظ پیش کئے ہیں۔ جو حضرت مرزا صاحب کے متعلق پنڈت لیکھ رام صاحب سے متوال کئے ہیں۔ اور اس بحرِ خلافت میں سے ایک نظرہ کے برابر ہیں۔ جو بہت دور تک پہنچا ہوا ہے۔ علاوہ ازیں خدائے تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم اور دیگر اسلامی عقائد کے متعلق جو کچھ در افتشائی کی گئی ہے۔ اس کا نمونہ اس وقت پیش کریں گے جب کہ ہمارے اس نمونہ کے بھی ورثین کے سندر جہ ذیل اشعار کی صداقت کا اعتراف کرنے کے لئے ایڈیٹر صاحب آریہ گزٹ تیار نہ ہونگے۔ کہ

لیکھو کی ہرزبانی کار و بھدنی تھی اس پر پھر بھی نہیں سمجھے حق و نطایم ہی ہے

اپنے کئے کا ثمرہ لیکھو نے کیسا پایا  
 آفر خدا کے گھر میں بد کی سزا ہی ہے  
 نبیوں کی تنگ کرنا اور گالیاں بھی رہنا  
 کتوں سا کھولنا فتحہ تنہم فنا یہی ہے  
 ہند و کچھ ایسے بگڑے دل چر میں انجی دکیں سے  
 ہر بات میں ہے تو ہیں۔ طرز ادایم ہی ہے  
 ہلہول چاہتا ہے کہ اگر آریہ صاحبان ہمیں اجازت دیں۔ اور شخصہ کے دل کے ساتھ ہمارے الفاظ کو پڑھنے کے لئے تیار ہوں تو ہم کلیات آریہ مسافر سے ہر ایک اس شعر کی صداقت اور سوز و نیت اور مبنی پر حقیقت ہو چکا ایسا ثبوت دیں کہ وہ ذمگ رہ جائیں۔ مثلاً دیکھئے پنڈت لیکھ رام کلیات ص ۴۲ پر لکھا ہے۔ کہ

”مرزا صاحب کے روا اور حواریوں نے بھی بے لگام ہو کر کھڑے زوریاں رکھائیں اور قرآنی داستانوں کی طرح جھوٹی کہانیاں اپنی طرف سے بنائیں۔ ست دھرم کے خزانہ ہند اور مغول پسند ناظرین! ان لوگوں نے اول ہندی کتابوں کے جواب لکھے۔ مگر چونکہ وہ ناممقول اور نامصواب تھے۔ جو اب بات کو کافی نہ سمجھ لائی خدا اور محمدی کبریا کو بھی بے وقت بانگ شاکر میند سے جگایا۔ اور جیسے بعض مجنوں المیہس بڑ بڑاتے اور کرکڑاتے ہیں۔ ویسا ہی

# پیرکاش کا عجیب استدلال

مہر "پیرکاش" نے اپنی اشاعت ۳۰ جون کے صفحہ ۹ پر ایک مضمون بعنوان "یک نہ شد و شد" لکھ کر اپنی کمال دانشوری اور عقلمندی کا ثبوت دیا ہے۔ جسے انظرین کرام کے سامنے پیش کرنے سے قبل اس کے مستندہ واقعات کا مختصر مفاہم میں ذکر کرتے ہیں۔ تاکہ اس کے پرکھنے میں آسانی ہو۔

اخبار آریہ گزٹ نے درشین و جس میں نہایت عمدگی اور صفائی کے ساتھ آریہ مذہب کے مسلمہ عقائد دیگر حالات پر روشنی ڈالی گئی ہے کے خلاف شور و شر پیدا کرنے کی اور کوئی صورت نہ پا کر ایک ایم۔ اے کی روایت پر غلط بیانی کی کہ "درشین" تعلیم الاسلام ہائی سکول "قاریان میں پڑھائی جاتی ہے۔ اس کے جوہر میں ہم نے لکھا کہ یہ غلط ہے کہ "درشین" سکول میں پڑھائی جاتی ہے۔ اور کورس میں داخل ہے یا داخل رہی ہے۔ آریہ گزٹ تو ابھی تک اسی پر اڑا ہوا ہے۔ کہ یہ کتاب مدرسہ میں پڑھائی جاتی رہی ہے۔ لیکن جب ثبوت طلب کیا جاتا ہے تو کچھ نہیں دیتا۔

مگر پیرکاش نے جس فطانت و ذہانت کا ثبوت دیا ہے وہ یہ ہے کہ لکھتا ہے کہ:-

"احمدی اخبارات کی طرف سے یہ جواب دیا گیا کہ یہ کتاب (درشین) سکول کے کورس میں داخل نہیں۔ اس سے اتنا تو معلوم ہو گیا۔ کہ احمدی صاحبان بھی اس کتاب کو سکول کے طلباء کے لئے سوزوں نہیں سمجھتے"

کیا ہی اعلیٰ درجہ کا طریق استدلال ہے۔ فرماتے ہیں۔ چونکہ درشین مدرسہ تعلیم الاسلام میں پڑھائی نہیں جاتی۔ اور سکول کے کورس میں داخل نہیں۔ اس لئے گویا کہ احمدی بھی اس بات کو مانتے ہیں۔ کہ یہ اس قابل نہیں۔ کہ بچوں کو پڑھائی جائے۔

ہوں۔ اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلے میں رسہ ڈال کر کسی سولی پر کھینچا جائے"۔ اسی اعلان اور مذکورہ بالا الہام پر پنڈت لکھنوی نے ہنسی اٹھائی ہے۔ جو اپنی کے الفاظ میں اوپر نقل کی جا چکی ہے۔ اب فوراً کیا مقام ہے۔ کہ جب حضرت مرزا صاحب کی یہ پیشگوئی نہایت صفائی کے ساتھ وقت مقررہ پر پوری ہوئی۔ تو آپ کو یہ کہنے کا کیوں حق حاصل نہیں ہے۔ کہ

صبح دعا سے آخر لکھنوی مرٹھا کٹ کر ماتم پڑھا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے پھر کیوں ان کے صفحے بار بار یہ نہ نکلے

موت لکھنوی بڑی کرامت ہے پر سمجھتے نہیں یہ شامت ہے

ذرا ان اشعار کو مذکورہ بالا واقعات سے ملا کر دیکھتے اور پھر بتائیے کہ ان میں کیا غلط بیانی کر کے دل آزاری کی گئی ہے۔ کیا اس میں کوئی شک ہے کہ پنڈت لکھنوی کے مرنے کے متعلق ان کی بدزبانیوں کی وجہ سے حضرت مرزا صاحب نے پیشگوئی کی تھی۔ پھر کیا اس میں کوئی شبہ ہے کہ وہ پیشگوئی حضرت بحر پوری ہوئی۔ مگر کچھ نہیں تو پھر اس بات کے اظہار سے دل آزاری کے کیا سنی۔ سر بانی کر کے ایڈیٹر صاحب آریہ گزٹ ٹھنڈے دل سے غور فرمادیں اور خواہ مخواہ درشین کے خلاف داویلا بچانے سے باز آئیں۔ ورنہ ہم مجبور ہونگے کہ درشین کے ان اشعار کی صداقت سے ناواقف لوگوں کو آگاہ کرنے کے لئے گزشتہ واقعات اور حالات کو رو پڑھیں اور اس بات کا سہی اس وقت تک حق حاصل ہوگا جب تک کہ درشین کے اشعار کو شرمگیز اور فحش نہ کہا جا سکے۔ اب ایڈیٹر صاحب آریہ گزٹ مستد جنزلی صورتوں سے جو صورت پیش کریں اس سے ہمیں آگاہ کریں۔ یا تو درشین کے اشعار کو شرمگیز اور فحش نہ کہیں۔ یا ہمیں اس الزام کی تردید کا موقع دیں اور ہمارے موقوفات کو ٹھنڈے دل کے ساتھ نہیں

استہجورہ پڑھنے پر مستعد بنایا۔ یعنی اس نے میرا بیٹا بیچ قاریان کے کان میں ہماری سوت کا الہام سنایا کہ وہ پورا بکھر تویش و ان کی طرح سب سے اسے اپنی گزشتہ بدلتوں کی طرح شان

مذکورہ بالا الفاظ میں پنڈت لکھنوی صاحب نے حضرت مرزا صاحب کے اس الہام پر ہنسی ڈالی ہے۔ جو آپ سے ان کے متعلق اس الفاظ شاعر فرمایا۔

سجھل جسدہ الہ حواری۔ لہ نصیب وعد اب

یعنی لکھنوی ایک بیجان گوسالہ ہے جس کے اندر سے لکھنوی آواز نکل رہی ہے۔ اور اس کے لئے ان گستاخوں اور بدزبانوں میں سزا اور رنج اور عذاب ہے اور ان کی سزا نہیں جو اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کی ہیں مذاب مشریتیا ہنلا جو ہا بیگناہ

اس الہام کے مفہوم کرنے کے بعد حضرت مرزا صاحب نے ۲۰ فروری ۱۹۱۸ء کو یہ اعلان کیا کہ:-

تمام سالانوں اور آمبولوں اور کھیا بولوں اور بکھر خوں پر ظالم کرتا ہوں کہ اگر اس شخص (لکھنوی) پر دوسرے کے عرصہ میں آریہ کا تاریخ سے کوئی ایسا مذاقہ نازل نہ ہوا۔ پھر کوئی کھینچنے سے نہ لایا۔ اور خانی عاومت اور اپنے اندر کسی ہیبت رکھتا ہو تو کھینچ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور اس کی روح سے میرا یہ تعلق ہے اور اگر میں اس پیشگوئی میں کا ذب لگتا تو ہر ایک سزا کے لکھنے کے لئے میں تیار

ہے۔ اس لئے آپ کو چاہئے کہ سب سے کر دیا کریں کہ یہ مذاب ان کے اس دیکھنے کے لئے



جناب من انکا اس بات سے کیا گیا ہے کہ مدرسہ میں یہ کتاب بطور کورس داخل نہیں۔ اور سکول کی پڑھائی کے طور پر نہیں پڑھائی جاتی۔ یہ کہہ کر اس کو پڑھنے ہی نہیں۔ اور ہم ان کے لئے اس کا پڑھنا موزوں نہیں سمجھتے مگر آپ کا یہ استدلال درست ہو تو وہ نیکوکان تمام مایہ ناز مصنفین کی کتب کے متعلق کہنا پڑے گا۔ کہ چونکہ وہ سکولوں میں پڑھائی نہیں جاتیں۔ اس لئے بقول آپ کے وہ تمام اعلیٰ درجہ کتب "طلباء کے لئے موزوں نہیں" کیا آپ براہ مہربانی بتائیں گے کہ آریہ سنج کی جس قدر کتب مقدمہ میں وہ آریوں کے ہائی سکولوں میں بطور کورس داخل ہیں۔ اور تمام طلباء کو پڑھائی جاتی ہیں۔ اگر نہیں اور واقعہ میں نہیں۔ تو پھر آپ ہی فرمائیے۔ کہ آپ ان کتب اور خصوصاً اردو کے متعلق ہی نہیں کہا جاسکتا گا۔ کہ "آریہ صاحبان ان کو سکول کے طلباء کے لئے موزوں نہیں سمجھتے"۔

پرفیکشن کو یار رہنا چاہئے کہ کسی کتاب کو طلباء کے لئے ناموزوں خیال کرنا اور بات ہے۔ اور مدرسہ کے کورس میں اس کا داخل کرنا اور بات پس درشین کے مدرسہ کے کورس میں داخل نہ ہونے سے۔ اس کے ناموزوں ہونیکا نتیجہ نکالنا ہی ناموزوں ہے۔ علاوہ ازیں ہمارے نزدیک اس کتاب میں کئی بھی اس قسم کی بدتمیزی و شرراگیزی نہیں ہے۔ جس کے نرنے سنیا رتھ پرکاش کے دکھائے گئے ہیں۔ جس مذہب کا بھی اس میں ذکر ہے۔ اس کے سلسلہ نقائے اور اس کے متعلقہ حالات کو ہی نظم کیا گیا ہے۔ پھر اس میں حقائق و معارفنا دلورہ امین ہیں جن کو دلچسپ پیرایہ نظم میں بیان کیا گیا ہے۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم احمدی بچوں کے لئے اس کو ناموزوں خیال کریں احمدیوں کے تو بچے بچے کی زبان پر درشین کا کوئی نہ کوئی حصہ ضرور رہتا ہے۔ اور والدین چھوٹے چھوٹے بچوں کو اس کے اشعار زبانی یاد کراتے ہیں۔ مگر ایڈیٹر پرکاش کو یقین نہ تو ہم احمدی بچوں کے صفحے نہیں درشین کے اشعار اور خاص کر وہ اشعار جو آریہ گزٹ نے نقل کئے ہیں۔ ہر وقت سزا سننے کے لئے تیار ہیں۔

۴۰ ہر ایک ۱۰ اخبار میں لکھیں کہ پرکاش میں بڑھ چکا گیا ہے۔ کہ احمدی صاحبان اس کتاب کو سکول کے طلباء کے لئے ناموزوں سمجھتے ہیں۔

# ایڈیٹر اور فقار لاہور و دہلی

قال۔ بتوں مولوی میرزا ابو الصفا احمد علی صاحب امرتسری۔ طاعون عذاب میں ہے۔ ذرا فقار ۲۰۰۔ ایڈیٹر اقول۔ طاعون۔ اگر عذاب نہیں ہے۔ تو آخر اس عالمگیر مصیبت کو کیا کہنا چاہئے۔ کیا آپ کے نزدیک نشان رحمت ہے؟

اہل بات یہ ہے کہ ہم احمدی طاعون کو سجدہ ملائکہ امام آفرانوں قرار دیتے ہیں۔ جس کو خداوند کریم نے خورا پے ناموس کی صداقت کے لئے بطور نشان پیدا کر دیا ہے۔ تاکہ سعادتمند جلدی اپنے گناہوں سے ناسب ہو کر خدا اور رسول مسلم کی کامل اطاعت کو اپنا شعار بنائیں۔ اور دین کی طرف سے غافل رہ کر دنیا سے ناکام و نامراد نہ جائیں۔ اور منکرین علاوہ خدا و فرشتہ کے دنیا میں اپنے نافرمانیوں کا ذرا چنگھنے جائیں۔ شیعوں کا امام چکر گیارہ سو برس سے مستفوز و مغزب ہے اور اس کے لرنے جینے کی ان کو کچھ خبر نہیں۔ ہماری خوش نصیبی اور ترقی اور کامیابی کو دیکھ کر وہ دل ہی دل میں جلتے ہیں۔ اور سخت حسد میں گرفتار ہیں۔ اپنے مذہب امام کے دست بردار ہو کر ہیں۔ نہ ہمارے امام کو قبول کرنے کی توفیق ملنے میں۔ اس واسطے کہہتی ہیں طاعون عذاب نہیں کہہتی کہہتی ہیں ہمیشہ دنیا میں طاعون کے دور سے ہوتے رہتے ہیں۔ اسی طرح اب بھی اگر دنیا میں طاعون موجود ہے۔ تو کیا ہوا؟ لیکن ایسے منکرین کے لئے ہم انہی کتب متبرہ سے ہی ثابت کرتے ہیں کہ ان کا ایسا خیال بالکل غلط ہے اور بے فائدہ ہے۔

۱) طاعون خاص علامت امام موعود آفرانوں کے لئے ہے۔

عن سلیمان بن خالد قال سمعت ابا عبد الله عليه السلام يقول قدام القائم مزيان موت احمد وموت ابيضا حتى

يذهب من كل مسيئة خمسة من الموت الا حمير السيف والموت الابيض ودها عيون۔ زکچو کتاب اکمال الدین و اتمام السنن محقق ابن ابویہ مطبوعہ ایران باب ام ۳۷

یعنی امام مہدی علیہ السلام سے پہلے درمتم کی موتیں نہ ہوں گی ایک موت سرخ اور دوسری سفید۔ یہاں تک کہ ہر سات آدمیوں میں سے پانچ پل بسیں گے۔ پس موت سرخ تلوار ہے اور موت ابيض تلوار ہے۔

اس حدیث کا خواہ کچھ ہی مطلب ہو۔ لیکن اس سے بصراحت ثابت ہے۔ کہ طاعون امام موعود کا نشان نشان ہے۔

اب ہماری سند پر امرتسری فاضل۔ یا عارضی صاحب مجتہد کا یہ ارشاد کہ طاعون عذاب نہیں۔ یا امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے ساتھ یہ مخصوص علامت نہیں محض تعصب بجا پر مبنی ہے۔

۲) امام مہدی کا وجود ہی عذاب سے تعبیر کیا گیا ہے فی تفسیر قولہ تعالیٰ ولئن اخرجنا عنہم العذاب الی امة معدودہ کا

المحقق بن عبد العزیز عن ابی عبد الله عليه السلام قال العذاب خروج القائم والامة المدعوون اهل بدر و صحابہ و کچھ سوانہ الموحی فی نزول فی القائم الحجہ مشورہ کتاب المرام آیہ سیر التاسع والعشرون ومن سورة الہود مطبوعہ ایران ۳۷

یعنی آیہ مذکور میں عذاب سے مراد قائم (مہدی) ہے۔ اور آیت معدودہ سے مراد اہل بدر و صحابہ امام مہدی علیہ السلام ہیں۔

۳) خداوند تبارک و تعالیٰ مبعوث فرمود محمد صلی اللہ علیہ وآلہ و آلہ رحمت و مبعوث فرمود قائم تالیف السلام را نعمت۔ زکچو حجہ کتاب و ذیل لقب سسی و ہشتم باب دوم مطبوعہ ایران ۳۷

اس روایت سے ظاہر ہے کہ امام موعود علیہ السلام کا نام ہی عذاب ہے۔ اور رحمت نور رسول صلعم ہے۔

۴) طایفہ۔ کتاب حجہ کتاب جو علامہ شاعرین شیخ مری کے

## قاریان سے کہنی

۲- جون - گاڑی سبھی کے قریب پہنچ رہی ہے۔ اور  
سمنڈ کے ایک بازو کو عبور کر کے جزیرہ سبھی میں داخل  
ہوتی ہے۔ ملکہ کمیشنرین کو جب یہ شہر جہیز میں ریکوگنیزنگال  
نے انگلستان کے مقبوضات میں امتداد کیا تھا۔ اس وقت  
کی سبھی کو آج کی سبھی سے کوئی نسبت نہیں۔ اس کی ٹائٹل  
عمل میں خوبصورت باغات مسافر کو اس کے دولت مند  
شہر ہونیکا۔ داخلہ شہر سے قبل ہی یقین دلانے ہیں۔  
میں گرانٹ روڈ سٹیشن سے اتر کر احمدیہ ایسوسی ایشن  
میں پہنچا۔

سبھی میں جو دوست آئیں وہ احمدیہ ایسوسی  
ایشن میں آنے کے لئے۔ بی۔ بی۔ ایڈ۔ سی۔ آئی کے  
اسٹیشن گرانٹ روڈ پر اور جی۔ آئی۔ پی کے سٹیشن بانیکلا  
پر اتر جائیں۔ اور یہاں سے پارسی ٹیچر یا کھڑا پارسی  
پہنچیں۔ یہاں جس مثلث نما عمارت کے اوپر گھنٹہ گھر  
اور مٹھے پر بینک اون سبھی بانیکلا براخ نکھا ہوا کے  
بائیں طرف ٹرام کی لائن نہڑ کے والی سڑک کے دائیں  
کنارے بورڈ پڑھنے چلے آئیں۔ ممبر۔ منٹ فلور پر آپ  
احمدیہ ایسوسی ایشن۔ انگریزی وارد میں نکھا ہوا پائیں گے۔  
ہاں سنے! ۱۵

فست کی نارسائی سے ٹوٹی کہاں گند  
دوچار ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا  
شوق سے احمدیہ ہال میں داخل ہوا۔ خان عبدالغفار  
سانے نظر آئے۔ اور انھوں نے دور سے ہی کہدیا  
بیک پلیز۔ حضرت کل تشریف لے گئے۔ دل پر کیا  
گذری۔ اس کی ترجمانی بخود بالاشعر جو میرے ورد زبان  
ہوا کرے گا۔ اس وقت مولانا حافظ روشن علی صاحب  
کا ارشاد کہ آگے ہو تو ٹھہرو کچھ دین کی خدمت ہی مل کر  
کر لیں۔ مہم کا کام کیا۔ طبیعت نے خدمت دین کا نام سن  
کر قدرے چین پکڑا۔ اور اس وقت تک اسی غرض کے  
لئے ٹھہرا ہوا ہوں۔ ر عبد الرحیم نیراز سبھی۔

وہ محدثین کی تنقید کے پابند نہیں ہو سکتے۔ بعض حدیثیں  
جو محدثین کے نزدیک صحیح ہیں وہ اپنے کشف کے  
رو سے ان کو مصنوع قرار دیتے ہیں۔ اور بعض حدیثیں  
جو محدثین کے نزدیک مصنوع ہیں وہ ان کی نسبت  
اپنے کشف کی شہادت سے صحت کا یقین رکھتے  
ہیں۔ ..... بعض چالاک مولوی کہتے ہیں کہ  
اگر کوئی آسان سے بھی آترے اور یہ کہے کہ فلاں فلاں  
حدیث جو تم اسنے ہو صحیح نہیں ہے۔ تو ہم کبھی قبول  
نہ کریں گے۔ اور اس کے منہ پر پٹا باندھیں گے۔ اس کا  
جواب یہی ہے۔ کہ ہاں حضرات آپ کے وجوہ پر ہی ایسا  
ہے۔ مگر ہم بار بار عرض کرتے ہیں۔ کہ پھر وہ حکم کا لفظ  
جو صحیح موعود کی نسبت صحیح بخاری میں آیا ہے اس  
کے ذرہ معنی نہ کریں۔ ہم تو اب تک یہی سمجھتے تھے  
کہ حکم اسکو کہتے ہیں کہ اختلاف رفع کرنے کے لئے اس  
کا حکم قبول کیا جاوے۔ اور اس کا فیصلہ گو وہ ہزار  
حدیث کو بھی مصنوع قرار دے  
ناطق سمجھا جائے۔

بہر صفحہ ۳۰ میں لکھتے ہیں پھر مولوی ثناء اللہ صاحب  
کہتے ہیں کہ آپ کو مسیح موعود کی پیشگوئی کا خیال  
کیوں دل میں آیا۔ آخودہ حدیثوں سے ہی دیا گیا  
پھر حدیثوں کی اور علامات کیوں قبول نہیں کیا جن میں  
یہ سادہ لوح یا تو انفراسے ایسا لگتے ہیں۔ اور با  
تخص حماقت سے اور ہم اس کے جواب میں خدا  
تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں۔ کہ میرے اس عجز کی  
حدیث بنیاد نہیں۔ بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے۔ جو  
میرے پر نازل ہوئی۔

پھر اربعین مہر اول ۱۳۲۰ میں فرماتے  
ہیں۔ اگر ایمان ہو تو خدا کے سزا کردہ حکم کے  
حکم سے بعض حدیثوں کا چھوڑنا۔ یا ان کی تاویل کرنا  
مشکل امر نہیں۔

اُمید کہ جناب مولوی صاحب حوالہ جات کو ملاحظہ  
فرما کر اپنے عقیدہ پر نظر ثانی فرمادیں گے۔  
علیم محمد الدین۔ احمدی گوجرانوالہ

فاضل اجل مرزا حسین المودری الطبری کی تالیف ہے  
اور میں کا حوالہ اوپر دیا گیا ہے۔ اس میں ایک روایت  
ہے۔ کہ خروج مہدی کے علامات میں سے ایک  
علامت سرخی آسمان ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔  
لابد است از خروج آسمان دآں علامات و  
آیات بسیار است ..... وازاں علامات  
است سرخی رآسمان کہ در بسیاری از اخبار وارد  
شده است دیکھو بجزم ثاقب ص ۵۵

ہمارے لاہوری و امرتسری اُستاد و شاگرد کی  
جو دت طبع سے کیا بعید ہے کہ اس علامت پر بھی ہتھ  
کریں۔ اور کہیں کہ ایسا تو ہمیشہ ہوتا ہی ہے۔

خادم حسین

## مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک

### حضرت مسیح موعودؑ کی جنون میں کم میں

اخبار پیغام صلح مجریہ ۱۵ جون ۱۹۱۸ء مولوی محمد علی صاحب  
نے اپنے عقائد کا انداز فرماتے ہوئے نبرہ میں یہ  
عقیدہ ظاہر کیا ہے۔ کہ ہم قرآن کریم اور حدیث صحیح کو حضرت  
سیح موعودؑ علیہ السلام کے انام اور تحریر پر مقدم جانتے  
ہیں۔ اس کے متعلق مولوی صاحب کی خدمت میں  
گزارش ہے۔ کہ براہ مہربانی اس عقیدہ کو ذرا  
کھول کر بیان فرمادیں۔ تاکہ پبلک میں ان کی نسبت  
صحیح رائے قائم ہو سکے۔ کہ آپ حضرت مرزا صاحب  
کو کس حد تک مسیح موعود اور حکم مانتے ہیں۔

حضرت مرزا صاحب نے اپنی کتاب اعجاز احمدی  
کے صفحہ ۲۹ میں لکھا ہے۔ "ما سو اس کے مولوی  
محمد حسین صاحب ..... اپنے اشاعر السنۃ  
..... میں تحریر فرماتے ہیں کہ جن لوگوں کو بذریعہ کشف  
کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور ہی ہوتی ہے

# ہنگامہ یورپ

## فرانسیسیوں کی پیشقدمی کا نامہ نگار فرانسیسی

صدر مقام سے کل کے بھیجے ہوئے پیام میں رقمطراز ہے کہ آج صبح کو این اور ویلس و جنگلات کا ٹریش کے درمیان وادی کی سیڑھی میں انگلی اور ڈومیرس کی سطح مرتفع کو منقطع کرنے ہوئے پیش قدمی کی گئی ہے۔ اس کے محاذ پر حملہ کیا گیا۔ چند مواقع پر قابض ہونا مقصود تھا۔ جو ایک تازہ حملہ میں دشمن کے لئے کارآمد تھے۔ خاصکہ فرانس این پاس جو این اور کڑی سے پانچ میل، جانب جنوب اور وادی کی شرقی دیوار سے ۲ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ پیارہ فوج صبح کے ۵ بجے آگے بڑھی۔ اور سوا گھنٹہ میں اس نے اکثر مقامات پر جن میں پھاڑی نمبر ۱۶۲ جو ۱۰۰ فٹ بلند ہے۔ اور جس سے سینٹ پیری ایگل نظر آتا ہے اور ڈومیرس بھی شامل ہیں قبضہ کر لیا۔ جرمن توپخانے کو ہماری توپوں سے جواب دیا گیا۔

پیرس پر ہوائی حملہ کے ہوائی حملہ سے ۱۱-۱۲ آرمی ہلاک اور ۱۴ زخمی ہوئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ سڑکوں پر چلتے پھرتے رہے۔ اور آلات ہوائی سے گرائے جانے والے گولوں کا نشانہ بنے۔ میٹریل نقصانات بھی بہت کچھ ہوئے ہیں۔ دشمن نے مختلف سمتوں سے پے در پے پورس کی۔

اتحادیوں کی شدید آتشباری

جرمن کیونیک میں مرقوم ہے۔ کہ دریائے سوی کے متصل انگریز اور فرانسیسی بہت کچھ سرگرمی کا اظہار کر رہے ہیں۔ اور دریائے لائیں کے کنارے نینم کا آتشباری زیادہ شدت سے ہو گئی ہے۔

فرانسیسی و برطانوی کامیابی۔ لندن - ۲۹ جون

ایک نیم سرکاری فرانسیسی بیان منظر ہے۔ کہ کل کے مقامی حملہ میں ہم نے اس علاقہ کو مستحکم کر لیا۔ جدھر سے دشمن ولس کا ٹریش کے جنگ کو گھیرنا ہوا کیمن کی جانب بڑھ سکتا تھا۔ نیپ کے جنگ کے مشرق میں انگریزوں نے بھی اپنی لائن کو آگے بڑھا کر جرمنوں کے لئے جنگوں کی آڑ بڑھانا ناممکن کر دیا ہے۔

جرمن حملہ کی تیاریاں مکمل ہیں

لندن - ۲۸ جون رٹھوم کے ایک نامہ میں مرقوم ہے۔ کہ مزب میں آئندہ حملہ کی تیاریاں مکمل ہیں۔ ہر سپاہی جرمن کیپوں سے روانہ ہو کر مغربی محاذ پر پہنچ گیا ہے۔ خیال یہ ہے کہ سب سے بڑا حملہ پلینڈر میں ہوگا۔ اور اس کے علاوہ دیگر مقامات پر چھوٹے چھوٹے حملے ہونگے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نوڈلڈران کوہ کھیل کے مزب میں سلسلہ پھاڑیوں پر قبضہ کرنے کے لئے ایک جاں نود کو سٹش کریں گے۔ جب یہ جرمن فوجیں جو محاذ جنگ کو آرہی ہیں۔ ان میں باوہ ترائے رسالے ہیں۔ جن کو پھاڑیوں پر لٹنے کی شش کرائی گئی ہے۔ یقین کیا جاتا ہے کہ آئندہ جانبین کی مسلح سوڈوں ڈشنگوں کے درمیان ایک بڑا سخت سرکہ واقع ہوگا۔

کئے اور بلیاں کھائی جارہی ہیں

یوزرائڈ میں کورنٹ "ناقل ہے۔ کہ جرمنی میں کتے اور بلیوں کی بہت بڑی تعداد اور خزاک کی کمیابی کی وجہ سے ذبح ہر چکی ہے۔ نیز مرغوں کی ایک بہت بڑی تعداد ذبح ہو چکی ہے۔ گاؤں کو ناکافی چارہ ملتا ہے۔ اور اگر وہ مقررہ مقدار میں دودھ نہیں دیتیں تو ان پر بھی چھری پھیر دی جاتی ہے۔ گھوڑوں پر بھی مصیبت نازل ہے۔ اور ان کی بڑی تعداد بھوک سے مر رہی ہے۔ سوڈوں کی پورس بھی فنا ہوا چاہتی ہے۔ صرف بیٹروں کی تربیت گاؤں کچھ اچھی حالت میں ہیں۔

عقرب جرمن حملہ کا احتمال

لندن - ۲۸ جون ایک قابل وٹون

زیر پور سے رٹھوم کے صبح والے اس نامہ کی تصدیق ہوتی ہے۔ کہ خانی حلقہ میں عقرب جرمن حملے کا احتمال ہے جبکہ دیگر مقامات پر تاہدی یوریشیا ہوتی رہیں گی۔ اطالوی غالباً کسی بڑے جوابی حملے کا آغاز نہ کریں گے کیونکہ اس سے مشکلات اور زیادہ ہو جائیں گی۔ مگر آشروری فوج کے کافی طور پر اپنے آپ کو نبھانے اور ایک حملہ کے لئے تیار ہونے سے یہ بہت قبل از وقت ہے۔

فرانسیسی میابی

لندن - ۳۰ جون - ایک فرانسیسی میابی کیونکہ اس میں مرقوم ہے کہ ہنگر اور آئرشز کے مزب میں ہم نے مسلسل ناخبر کیں۔ اور سفدر قیدی بھی گرفتار کئے۔ دریاے ارنی کے جنوب میں ایک مقامی حملے میں ہم نے کھن ۱۰ بجے شب کو سولہ کے متصل ایک بلندی پر قبضہ کر لیا۔ اور اس طرح اپنی لائن آٹھ سو میٹر آگے بڑھائی۔ ہم نے ۲۵ قیدی بھی گھنٹا کئے۔ ۲۸- اور ۲۹ جون کو ہم نے نینم کے ۱۵-۱۰ آلات ہوائی گرا دیئے۔ اور ان کے علاوہ ۱۹ آلات ہوائی گرا بیکار کر دیا۔ درعباروں میں ہم نے آگ لگا دی۔

جاپان نے داخلہ انکار کر دیا

طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ کہ جاپان نے سائیریا میں داخلہ کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

امریکہ کے سرحدی استحکامات

نے بائقان راستے و دارب ۱۰ کرڈ ڈالر سرحدی استحکامات قلعہ بندیوں اور توپوں کی ہم رسان کئے لئے منظور کئے ہیں۔

ارکٹک پر جرمنوں کا قبضہ

لندن - ۲۹ جون - بندرگاہ ہاربن کے ایک نامہ میں مرقوم ہے۔ کہ جرمن اور آشروری قیدیوں نے شہر آکٹک (سائیریا) کا دارالکلوست (۱) پر قبضہ کر لیا ہے۔

سائیریا میں سلاخیوں کی جدوجہد

پیرس - ۳۰ جون

رسالوں کو ذرا نشان عطا کر کے ہر شے کو بیکار کر دیا ہے۔

# ہندستان کی خبریں

پنجاب گورنمنٹ  
 اخبار آبرور کے لئے محتب نے زیر قاعدہ  
 نواحی حفاظت ہندستان ۱۹۱۹ء اخبار آبرور کے ایڈیٹر  
 ملک برکت علی ایم اے کے متعلق اس مضمون کا حکمنامہ  
 شائع کیا ہے کہ اس کے بعد کوئی مضمون جو ایڈیٹوریل  
 کے متعلق ہو یا ترجمہ یا اشتہارات ہوں سوائے  
 برقی پیغامات کے سنسکرو کھلے بغیر نہ شائع کیا جائے  
 نقاشی کا پنجاب میں داخلہ بند اخبار نقاشی  
 شائع ہوتا ہے۔ جس کا گورنمنٹ پنجاب نے اپنے سر میں  
 داخلہ بند کر دیا ہے۔  
 ہسپانہ میں ایک پرامن  
 بلبی میں پراسرار وبا دبا کر کے منور ہونے

کے متعلق کچھ مہم گذر کہ اطلاع آئی تھی۔ جس کی علالت  
 بخار اور درد کر تھا۔ معلوم ہوا ہے کہ یہ مرض ہسپانیہ میں  
 بھی شروع ہو گیا ہے۔ ۲۴ جون کو ۶۰ آدمی گوری  
 میں کام کرنے کے لئے نہ جاسکے۔

## انفصالیہ قاریان کا مقبول عام صنعتی تحفہ

میں سے کی سیویاں بنانے کی مشین  
 وزن صرف ایک سیر ہے۔ نابالغ بچہ آسانی سے چلا سکتا ہے۔  
 مختصر اور مضبوط اور خوبصورت ہے۔ ہینڈل اور چیلنیاں پتیل  
 کی ہیں ایک گھڑی میں سیرنگیٹہ سیویاں نکالتی ہے بہت دور تک  
 معمول و سینگل ۱۰ سے ایک درجن کے خریدار کو ایک شین مفت  
 فنسل کریم عبدالکریم - قاریان - پنجاب

میسائی رکوں کے  
 ایک سکول کے طلباء کی  
 قابل ذکر خدمات جنگ  
 کی ایک قابل ذکر خدمات جنگ کے لئے مسیحا  
 کی ہے۔ چنانچہ اس وقت تک سکول کے ۲۶ میسائی  
 طلباء فوج میں داخل ہو چکے ہیں۔ جن میں سے ۶  
 صوبیدار سے۔ حوالدار یا ناک اور دس سپاہی  
 ہیں۔ باقی ماندہ کلرک۔ ماسٹر۔ کپوٹر وغیرہ ہیں  
 غالباً پنجاب میں اور کوئی ہندوستانی سکول ایسا  
 ریکارڈ نہیں دکھا سکا۔  
 ایک نے اخبار کا اجرا  
 کی زیر اہانت حسین صاحب  
 کی زیر اہانت ایک

## دعا کی جائے

میں اپنے عزیز احمدی رشتہ داروں کی وجہ سے سخت  
 مفدمات میں گرفتار ہوں تمام احمدیوں سے درخواست  
 ہے کہ میری فحلمی کے لئے بڑا جہ تمام دعا کی جائے  
 (ایک احمدی خاتون)

Digitized by Khilafat Library

# مہر کا مہر

## مصدقہ جناب اسٹنٹ کمپل اگزمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

ملک بھر میں یہی ایک سسر میرا ہے۔ کہ جس کی بابت معزز لکچرینوں۔ میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹیوں کے سند یافتہ  
 یورپین ڈاکٹروں نے بعد بجز بقدرت فرمائی ہے۔ اور صرف ہی نہیں۔ بلکہ ملک بھر کے معزز اخبارات نے بھی بعد پوری تحقیقات اور تجربہ کے عمومی ریویو ہی نہیں کیا۔ بلکہ بڑے  
 ذور سے باشندگان ملک سے سفارش کی ہے۔ کہ یہی ایک سسر میرا ہے۔ جس سے لاکھوں مرہین صحتیاب ہو کر زندگی کا لطف اٹھا رہے ہیں۔ اور جو ایک طرح سے  
 دنیا کے نظاروں کو کھوپٹے تھے از سر نو دنیا کے نظاروں کو دیکھنے کے قابل ہو گئے۔ یہ سسر میرا امراض ذہن کے لئے اکیر ہے۔ ضعف بصارت تاریخی چشم۔ وھند  
 ہالار۔ عنبار۔ بھولا۔ سبل۔ ابتدائی موتیا بند۔ ناخونہ۔ پانی مانا۔ خارش وغیرہ۔ چند روز کے استعمال سے مینا فی بڑھ جاتی ہے۔ اور عینک کی حاجت  
 نہیں رہتی۔ سچ سے بڑے بڑے تک کو یہ سسر بچیاں مفید ہے۔ نیت اس لئے کم رکھی ہے کہ عزیز و امیر ہر ایک سسر سے فائدہ اٹھا سکیں۔  
 قیمت میرے کا سیاہ سسر فینولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپے میرے کا سفید سسر عملی ۱۰ مہینہ مبلغ تین روپے۔ خالص سسرہ فی ماٹھہ مبلغ بیس روپے  
 جناب سیر الزمان مرزا غلام احمد صاحب قاریان تحریر فرماتے ہیں مشتق مہربان سردار میا سنگھ صاحب۔ بعد ماوجب میرے گھر میں آپ کے مفید سسر میرے سے جو  
 پہلے آپ نے بھیجا تھا بہت فائدہ ہوا۔ اس بات کو کئی سال ہو گئے۔ پھر اسی سسر کی ان کو ضرورت پیش آئی ہے۔ اُمید ہے آپ خود توجہ فرما کر وہی سسر بقدر ایک قولہ بذریعہ پی  
 بہت جلد میرے نام قاریان روانہ فرمائیں۔

## المشکر سندر سنگھ اہلووالیہ میجر کارخانہ پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ (بٹالہ) ضلع گورداسپور پنجاب

اہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قاریان پرنٹر پبلشر ضیاء الاسلام پریس قاریان میں چھپا کر انکان کے لئے شائع ہوا